سوال

(108) قبر پر اذان دینا بدعت ہے؟ اور کیا بعد از موت بندے پر شیطانی تسلط کا ڈر نہیں رہتا؟

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

میت کو قبر میں دفن کرنے کے بعد قبر پر اذان دینا کیسا ہے؟ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں قبر پر اذان دی گئی جو کہ باعث نِزاع بنی ہوئی ہے اور قبر پر اذان دینے کے جواز میں مشکوٰۃ المصابیح کی یہ حدیث پیش کی جاتی ہے:

حدیث: ’عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيِّ، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا إِلَى سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ حِينَ تُوُفِّيَ، قَالَ: فَلَمَّا صَلَّى عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوُضِعَ فِي قَبْرِهِ وَسُوِّيَ عَلَيْهِ، سَبَّحَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَبَّحْنَا طَوِيلًا، ثُمَّ كَبَّرَ فَكَبَّرْنَا، فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، لِمَ سَبَّحْتَ؟ ثُمَّ كَبَّرْتَ؟ قَالَ: لَقَدْ تَضَايَقَ عَلَى هَذَا الْعَبْدِ الصَّالِحِ قَبْرُهُ حَتَّى فَرَّجَهُ اللَّهُ عَنْهُ‘ (رواہ احمد۔ مشکوٰۃ باب اثبات القبر فصل ثالث، ص:۲۶)

۲۔ کیا شیطان (ابلیس) قبر میں میت کے پاس آتا ہے یا نہیں؟

۳۔ کیا شیطان قبر میں سوال وجواب کے وقت میت کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتا ہے؟

قبر پر اذان دینے سے شیطان بھاگ جاتا ہے اور میت کو جواب دینے میں آسانی ہو جاتی ہے۔ یہ دلیل بھی پیش کرتے ہیں۔

محمد فیض احمد صاحب اویسی مصنف کتاب ’’قبر پر اذان‘‘ نے اذان دینے کو ثابت کرنے کی پوری کوشش کی ہے۔ کتاب وسنت کی روشنی میں وضاحت فرمادیں اور حدیث بالا کی بھی وضاحت کریں۔ (احقر العباد، محمد ادریس بھوجیانی۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ) (۹ جولائی ۱۹۹۳ء)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

قبر پر اذان دینا بدعت ہے کتاب وسنت اور سلف صالحین کے عمل سے اس کا کوئی ثبوت نہیں۔ نبی ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

’مَنْ اَحْدَثَ فِیْ أَمْرِنَا ہٰذَا مَا لَیْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ‘ (صحیح البخاری، باب إِذَا اصْطَلَحُوا عَلَى صُلْحِ جَوْرٍ فَالصُّلْحُ مَرْدُودٌ، رقم:۲۶۹۷)

’’یعنی جو دین میں اضافہ کرے وہ مردود ہے۔‘‘

اور سوال میں ذکر کردہ حدیث کا زیر حدیث مسئلہ سے قطعاً کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس سے مستدل کا قبر پر اذان دینے کے جواز پر استدلال کرنا اس کی جہالت اور لاعلمی کا مظہر ہے۔ اس میں تو صحابی جلیل پر قبر تنگ ہونے کی بناء پر آپ ﷺ کا محض تسبیح وتکبیر میں سُبحَانَ اللہِ اور اللہُ اَکبر کہنے کا ذکر ہے۔ اس کے سبب اللہ رب العزت نے اس کی قبر کو فراخ کردیا تھا۔ پھر یہ کہاں ہے کہ مسنون و مشروع اذان بھی اس موقع پر کہی گئی۔ ہَاتُوا بُرۡہَانَکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ صَادِقِیۡنَ حدیث ہذا ''مسند احمد'' کے علاوہ ''طبرانی کبیر'' میں بھی موجود ہے۔ لیکن متکلم فیہ ہے۔ چنانچہ صاحب ''مجمع الزوائد'' فرماتے ہیں:

'وَفِیۡہِ مَحۡمُودُ بۡنُ مُحَمَّدِ بۡنِ عَبۡدِالرَّحۡمٰنِ بۡنِ عَمۡرِو بۡنِ الۡجَمُوحِ ... قَالَ الۡحُسَیۡنِیُّ فِیۡہِ نَظَرٌ'

اس کے بعد والے جملہ سوالوں کا جواب یہ ہے کہ موت کے بعد والا گھر دار الجزاء ہے۔ دار العمل نہیں ہے کہ شیطان کا آدمی کو ورغلانے یا غلبے کا موقع میسر آسکے۔ شیطانی بھاگ دوڑ صرف دنیا تک محدود ہے۔ چنانچہ ایک روایت میںہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

'اِنَّ الشَّیۡطَانَ قَالَ وَعِزَّتِکَ یَا رَبِّ لَا اَبۡرَحُ اُغۡوِی عِبَادَکَ مَا دَامَتۡ اَرۡوَاحُهُمۡ فِی اَجۡسَادِهِمۡ فَقَالَ الرَّبُّ عَزَّوَجَلَّ وَعِزَّتِی وَجَلَالِی وَارۡتِفَاعِ مَکَانِی لَا اَزَالُ اَغۡفِرُ لَهُمۡ مَا اسۡتَغۡفَرُوۡنِیۡ' (مسند احمد، رقم: ۱۱۲۳۷، بحوالہ مشکوۃ باب الاستغفار والتوبۃ)

''تحقیق شیطان نے پروردگار سے عرض کیا اے میرے پروردگار تیری عزت کی قسم میں تیرے بندوں کو ہمیشہ گمراہ کرتا رہوں گا جب تک کہ ان کے ارواح ان کے بدنوں میں ہوں گے۔ پس پروردگار نے فرمایا مجھے اپنی بزرگی وعزت اور بلند مرتبہ کی قسم ہے کہ میں ان کو ہمیشہ بخشتا رہوں گا جب تک کہ مجھ سے بخشش مانگتے رہیں گے۔''

لہٰذا بعد از موت شیطانی تسلّط یا بذریعہ اذان اس کو اس موقعہ پر بھگانے کا نظریہ بالکل فضول اور بے کار ہے۔ تارِ عنکبوت سے زیادہ اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ وَاللّٰہُ یَہۡدِیۡ مَنۡ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ (البقرۃ: ۲۱۳)

واضح ہو کہ اہل بدعت کا ہمیشہ سے یہ شیوہ ہے کہ وہ اپنے خود ساختہ نظریات وعقائد کی ترویج کے لیے کتاب وسنت کی قطع وبرید میں لگے رہتے ہیں۔ شاید کہ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا مل جائے۔ دراصل فعلِ ہذا دین ودنیا کے اعتبار سے انتہائی خطرناک کھیل ہے۔ فَمَا رَبِحَتۡ تِّجَارَتُهُمۡ وَمَا کَانُوۡا مُهۡتَدِیۡنَ (البقرۃ: ۱۶) اللہ رب العزت جملہ مسلمانوں کو رجوع الی الحق کی توفیق بخشے۔ آمین

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ حافظ ثناء اللہ مدنی

جلد:3، کتاب الجنائز: صفحہ:158

محدث فتویٰ